خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

سوموار 17 جنوری 2022ء | 13 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 17 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:14

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡخَبِيۡثٰتُ لِلۡخَبِيۡثِيۡنَ وَ الۡخَبِيۡثُوۡنَ لِلۡخَبِيۡثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيۡنَ وَ الطَّيِّبُوۡنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا يَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ۔

(النور:27)

ترجمہ:ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔یہ لوگ اُس سے بری الذمہ ہیں جو وہ کہتے ہیں۔انہی کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بدنظری ایک زہریلا تیر ہے

اَلنَّظَرَةُ سَهْمٌ مَّسْمُوْمٌ مِّنْ سِهَامِ إِبْلِيْسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِيْ أَبْدَلْتُهٗ إِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ

(المنذری،عبدالعظیم،الترغیب والترھیب،بیروت ،دارالکتب العلمیہ،1417ھ، جلد3،صفحہ 153)

’’بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے، میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا، جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔‘‘

تمہاری نگاہیں اچانک پڑنے والی نظر کی پیروی نہ کریں

عَنْ اَبِیْ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ۔

(سنن ابو داؤد کتاب النکاح باب مَا يُؤْمَرُ بِهٖ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ حدیث نمبر 382)

ترجمہ : ’’حضرت ابو بریدۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو کیونکہ (اچانک پڑنے والی) پہلی نظر تو معاف ہے۔لیکن اس کے بعد دوسری نظر معاف نہیں ۔‘‘

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

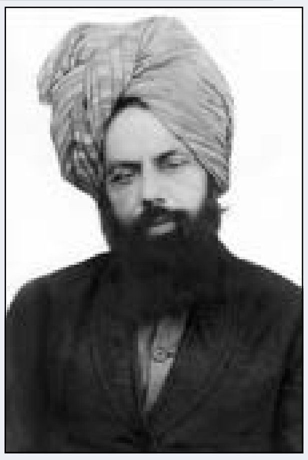

بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف مت اٹھائے پھرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے۔ بلکہ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 53 مطبوعہ ربوہ)

ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 343-344،مطبوعہ ربوہ)

فرمان خلیفہ وقت

غض بصر سے کام لیں

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’غض بصر سے کام لیں۔یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے ۔یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے ،راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔---------تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86 تا 88)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- نصرت الٰہی (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

دربارِ خلافت

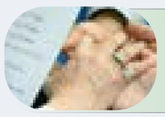

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت چوہدری نظام الدین صاحبؓ ولد میاں نبی بخش صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرا واقعہ طاعون کی پیشگوئی کے موقع پر موضع شکار ماچھیاں سے مولوی رولدو صاحب کی بیوی اور پانچ چھ اور عورتیں طاعون سے مرعوب ہو کر کمال سردی اور بارش کے موقع پر بیعت کی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ (جب طاعون ہو رہا تھا تو شکار ماچھیاں سے پانچ چھ عورتیں باوجود اس کے کہ سردی بہت تھی اور بارش ہو رہی تھی، طاعون کے خوف سے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ بیعت کر کے ہی جان بچائی جا سکتی ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بارش میں بھیگتی ہوئیں حاضر ہوئیں) حضرت صاحب نے اُن کی حالتِ تکلیف سفر اور سردی وغیرہ دیکھ کر نہایت شفقت اور مہربانی سے عذرات مناسب فرمائے اور بھیگے کپڑے اتروا کر نئے کپڑے پہنوا دیئے، یعنی اُن کے کپڑوں کا انتظام کر دیا اور سردی دور کرنے کے لئے آگ سلگوا دی۔ جب آسودہ حال ہوئیں تو عرض کی حضور خاکساروں کی بیعت قبول فرمائی جائے۔ حضور نے مہربانی اور عنایت سے عرض منظور فرما کر بیعت کے زمرہ میں داخل فرما لیا۔ مولوی صاحب مذکور کی بیوی نے پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ‘‘ پیش کیا۔ (مولوی صاحب کی جو بیوی تھی اُن میں سے کچھ پڑھی لکھی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیعت کرنے کے بعد حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد آتا ہے کہ میرے مسیح کو پیغام پہنچاؤ، وہ پیش کیا) تو حضور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ پیغام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آج تک کسی نے نہیں ادا کیا۔ لوگ آتے ہیں، بیعت کرتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پھر بایعانِ مذکورہ نے عرض کی کہ حضور کا پس خوردہ بوجہ تبرک ہمیں ملنا چاہئے جو تبرک ملا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 232-233)

چوہدری حاجی ایاز خان صاحب جو ہنگری وغیرہ کے مبلغ بھی رہے ہیں۔ وہ اپنے والد صاحب حضرت چوہدری کرم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اُن کو جو بتایا، بیٹے نے اُس کی آگے روایت کی ہے۔ حضرت چوہدری کرم دین صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ جب حضرت صاحب کے جہلم آنے کے متعلق افواہ تھی اُس وقت تمہاری والدہ حسین بی بی کو خواب میں اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جو جہلم آنے والا ہے اور لوگ اُس کی مخالفت کرتے ہیں، وہ سچا ہے۔ چنانچہ صبح کو تمہاری والدہ نے مجھے کہا کہ یہ بڑی خوش قسمتی ہو گی اگر تم اس پاک مرد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرو اور بیعت کرو۔ چنانچہ جس دن حضرت صاحب جہلم پہنچے، اُس دن کھاریاں اور دوسرے سٹیشنوں پر اس قدر ہجوم ایک دن پہلے سے جمع ہو رہا تھا کہ حضور کو دیکھنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے مقدمے کی تاریخ کے دن، (یہ حاجی ایاز خان صاحب کے والد ان کو کہہ رہے تھے کہ مقدمے کی تاریخ کے دن) تمہاری والدہ نے سحری کے وقت مجھے تازہ روٹی پکا کر دی اور میں کھا کر پیدل جہلم چلا گیا اور کچہری کے احاطے میں مشکل سے پہنچا کیونکہ لوگ کئی کئی حیلے کر کے حضرت صاحب کی شکل مبارک دیکھنے کے لئے ترس رہے تھے۔ ڈپٹی صاحب کی کوٹھی کے پرے بہت خوبصورت داڑھیوں والے مولوی لوگ وعظ کرتے تھے اور کہہ رہے تھے، (یعنی کچھ احمدی لوگ تھے پنجابی میں کہہ رہے تھے کہ) ’’او خلقنے خدا دی اے، اوہ سچا مہدی، اوہ سچا مسیح، اوہ بڑیاں اُڈیکاں والا مسیح، اوہ آ گیا اے، من لوتے ویلا جے‘‘ یعنی اے مخلوق خدا! وہ سچا مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کی مدتوں سے انتظار تھی، وہ آ گیا ہے۔ اب وقت ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔ ہمارے کھاریاں کے احمدی کچھ دن پہلے جہلم چلے گئے ہوئے تھے کیونکہ وہاں لنگر اور پہرے کا انتظام کرنا تھا۔ حضرت صاحب جب ڈپٹی کی کچہری میں داخل ہوئے تو ایک دو منٹ بعد ہی کمرے سے باہر آ گئے اور دھوم مچ گئی کہ آپ بَری ہو گئے ہیں اور بگھی میں بیٹھ کر سٹیشن کی طرف چلے گئے۔ مَیں حیران تھا کہ حضور تک کس طرح رسائی ہو اور بیعت کس طرح کروں۔ چنانچہ معلوم نہیں حضور شہر کی جانب سے ہو کر سٹیشن گئے یا دوسرے راستے کی سڑک سے، لیکن میں دوڑ کر سیدھا سٹیشن پہنچا۔ حضور گاڑی میں بیٹھ گئے اور پولیس نے سب آدمیوں کو سٹیشن کے باہر کر دیا۔ جنگلے کے پار جدھر دیکھو، جہاں تک نظر جاتی تھی، آدم ہی آدم نظر آتا تھا۔ جب پولیس نے ہمیں پلیٹ فارم سے باہر نکالنا چاہا تو میری نظر ایک کانٹے والے یعنی ریلوے پوائنٹس مَین پر جا پڑی۔ ریلوے کا ملازم تھا، اُس کا نام عبداللہ تھا اور وہ موضع بوڑے جنگل میں رہنے والا تھا اور کبڈی اور کشتی لڑنے میں مشہور تھا۔ میرا واقف تھا۔ اُس کو مَیں نے کہا کہ کوئی صورت کرو کہ اب پولیس مجھے باہر نہ نکالے۔ میں نے قریب ہو کر مرزا صاحب کی زیارت کرنی ہے۔ چنانچہ عبداللہ کانٹے والے نے میرے ہاتھ میں ایک ریلوے جھنڈی دے دی۔ ایک اُس کے ہاتھ میں تھی اور ایک دوسری میرے ہاتھ میں اور ہم دونوں اس طرح ٹہلنے لگے جیسے کہ مَیں بھی ریلوے ملازم ہوں۔ اب صرف چند آدمی تھے اور باقی مخلوق جنگلے کے باہر۔ مَیں نے جھنڈی وہیں پھینکی اور جس ڈبے میں حضرت صاحب تھے اُس کی طرف بڑھا۔ حضرت صاحب نے جیب سے گھڑی نکالی اور فرمایا، ابھی تو دس منٹ باقی ہیں۔ آواز دو جس نے بیعت کرنی ہے کر لو۔ بیعت کا لفظ حضور کے منہ میں تھا کہ کھڑکی کے سامنے پائیدان پر موجود اور آگے بڑھا۔ ایک مولوی صاحب نے باہر نکل کر بیعت کے لئے لوگوں کو آواز دی اور ابھی آواز کے لئے باہر نکلے تھے کہ میں نے ذرا اور آگے سر جھکایا تو حضرت صاحب نے میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا۔ بیعت کرنی ہے؟ مَیں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ جی صاحب میرے۔ چنانچہ حضور نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا اور کلمہ شہادت پڑھایا اور کئی باتیں جیسے شرک نہیں کروں گا اور سچ بولوں گا وغیرہ جو اب مجھ یاد نہیں ...... مگر جب حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُدھر سے ایک مولوی صاحب کی آواز بیعت کے لئے نکلی تو جو لوگ سٹیشن کے برآمدے میں تھے یا جنگلے کے باہر، وہ سب ٹوٹ پڑے اور جنگلہ پھلانگ کے ایک آن میں پلیٹ فارم پُر کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھ لو۔ (یعنی ان کا ہاتھ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ باقی جو بیعت کرنے والے ہیں اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ لیں۔) مگر یہ تو پہلے چار پانچ آدمیوں نے ہی میری کہنی اور بازو پر ہاتھ رکھے تھے اور اب تو ہجوم تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ لو اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ اس طرح ایک دوسرے کے کندھوں اور بازوؤں پر۔ پس میرا ہاتھ حضرت صاحب کے ہاتھ میں تھا اور باقی نامعلوم کہاں تک پیچھے کو کندھوں پر ہاتھ رکھنے کا سلسلہ تھا۔ حضرت صاحب نے میرا ہاتھ خوب مضبوط پکڑا ہوا تھا اور آنکھیں قریباً بند تھیں۔ حضور کی پگڑی برف کی طرح سفید تھی اور پگڑی کے نیچے کلاہ نہیں تھا بلکہ رومی ٹوپی کی طرح کچھ تھا اور پُھندنا بھی سیاہ رنگ کا پگڑی سے اوپر کو نکل کر لٹک رہا تھا جو بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ جب بیعت لے چکے تو حضور نے گھڑی نکال کر دیکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک منٹ باقی ہے۔ دوستوں کو گاڑی سے علیحدہ کرنا چاہئے۔ کوئی حادثہ نہ ہو۔ (یہ حضرت اقدس کے اصل الفاظ نہیں مگر مفہوم یہی تھا۔) چنانچہ لوگ تھوڑے سے گاڑی سے ہٹ گئے لیکن میں نے دروازے کا ڈنڈا پکڑے رکھا اور گاڑی نہایت آہستہ سے حرکت میں آئی اور مَیں نے حسرت بھری نگاہوں سے حضور کو دیکھا تو حضور نے ذرا آگے جھک کر میری پشت پر تھپکی دی اور فرمایا: اچھا خدا نگہبان۔ چنانچہ حضور کے اتنا فرمانے پر میں پائیدان سے نیچے اتر آیا۔ اور بس کیا سناؤں۔ عجب ہی رنگ اور عجب ہی سماں تھا۔ اس قدر مخلوق قیامت کو ہی نظر آئے تو آئے ورنہ کیا درخت اور کیا زمین، مخلوق سے لدے ہوئے تھے۔ فقط بیعت کے وقت والد صاحب کی عمر 52 سال تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 2 صفحہ 80-83)

(خطبہ جمعہ 2/ نومبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نصرت الٰہی

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہوکر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہوکر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14/ جنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆...سفر ہجرت کے دوران سراقہ بن مالک کے تعاقب کرنے کے متعلق بعض روایات ہیں۔
ایک روایت کے مطابق سراقہ کے واپس لوٹتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے
☆...ناواقف لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ ﷺ سمجھے اور بڑے ادب سے آپؓ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ ایسے میں
حضرت ابوبکرؓ جھٹ چادر پھیلا کر سورج کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر دھوپ پڑ رہی ہے میں آپؐ پر سایہ کرتا ہوں
مکرم چودھری اصغر علی کلار صاحب مرحوم اسیر راہِ مولیٰ، مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب کارکن وکالت علیا ربوہ اور
مکرم کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14/ جنوری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ سے پہلے خطبے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر ہو رہا تھا۔ سفرِ ہجرت کے دوران سراقہ بن مالک کے تعاقب کرنے کے متعلق بعض روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سراقہ کے واپس لوٹتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔ سراقہ حیرت زدہ ہو کر پلٹا اور کہا کہ کسریٰ بن ہرمز؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! وہی کسریٰ بن ہرمز۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں کسریٰ کے کنگن، تاج اور کمر بند لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا اور انہیں یہ کنگن پہنائے اور فرمایا کہو کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ بن ہرمز سے یہ دونوں چھین کر عطا کیں۔ یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ سراقہ کو یہ خوش خبری حنین اور طائف سے واپسی کے سفر کے دوران ان کے اسلام قبول کرنے پر دی گئی تھی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے 'سیرت خاتم النبیین' میں سراقہ کے اپنے الفاظ میں یہ واقعہ درج فرمایا ہے۔ فال خلاف نکلنے اور گھوڑے کے پاؤں ریت میں دھنسنے کے متعلق سراقہ کا بیان ہے کہ اس سرگذشت سے مَیں نے یہ سمجھا کہ اس شخص کا ستارہ اقبال پر ہے اور بالآخر آنحضرت ﷺ غالب رہیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں جب سراقہ لوٹنے لگا تو معاً اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے حالات آپؐ پر غیب سے ظاہر فرما دیے۔ آپؐ نے فرمایا: اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ آپؐ کی یہ پیش گوئی سولہ سترہ سال کے بعد جا کر لفظ بلفظ پوری ہوئی... سراقہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے اس واقعے کو مسلمانوں کو نہایت فخر کے ساتھ سنایا کرتا تھا اور مسلمان اس بات سے آگاہ تھے۔ ایرانی فتوحات کے بعد جب مالِ غنیمت میں حضرت عمرؓ نے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو سب نقشہ آپؓ کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ وہ کمزوری اور ضعف کا وقت جب خدا کے رسول کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینے آنا پڑا، وہ سراقہ اور دوسرے آدمیوں کا آپؐ کے پیچھے اس لیے گھوڑے دوڑانا کہ کسی صورت میں بھی آپؐ کو پکڑ کر مکّہ والوں تک پہنچا دیں اور سَو اونٹنیوں کے مالک بن جائیں۔ اس وقت آپؐ کا سراقہ کو یہ خوش خبری دینا۔ کتنی بڑی پیش گوئی تھی کتنا مصفیٰ غیب تھا۔ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو حکم دیا کہ وہ کسریٰ کے کنگن اپنے ہاتھوں میں پہنیں۔ سراقہ نے کہا کہ سونا پہننا تو مسلمانوں کے لیے منع ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں منع ہے مگر ان موقعوں کے لیے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو تمہارے ہاتھ میں سونے کے کنگن دکھائے تھے یا تو تم یہ کنگن پہنو گے یا مَیں تمہیں سزا دوں گا۔ سراقہ نے وہ کنگن اپنے ہاتھ میں پہن لیے اور مسلمانوں نے اس عظیم الشان پیش گوئی کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

سفرِ ہجرت کے دوران آپؐ کا قافلہ زادِ راہ کی طلب میں امِ معبد کے خیمے کے پاس رکا۔ امِ معبد ایک بہادر خاتون تھیں جو مسافروں کو کھانا کھلایا کرتیں۔ جب آپؐ کا قافلہ وہاں پہنچا تو امِ معبد کی قوم قحط زدہ تھی اور ان کے پاس حضور ﷺ کو پیش کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ امِ معبد کی اجازت سے ایک انتہائی لاغر اور کمزور بکری سے آپؐ نے برکت کی دعا کر کے دودھ دوہا تو اس میں بے پناہ برکت پڑی۔

رسول اللہ ﷺ ابھی راستے میں تھے کہ انہیں حضرت زبیرؓ ملے جو مسلمانوں کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے تجارت کر کے واپس آ رہے تھے۔ زبیر نے سفید کپڑوں کا ایک جوڑا آنحضرت ﷺ کو اور ایک حضرت ابوبکرؓ کی نذر کیا۔

راہ گزرتے ہوئے کئی دوسرے قافلے والے حضرت ابوبکرؓ کو پہچان کر رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کرتے تو حضرت ابوبکرؓ جواب دیتے کہ یہ شخص مجھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔

آٹھ دن سفر کرتے ہوئے خدائی نصرتوں کے ساتھ آخر کار پیر کے دن آپؐ قبا پہنچ گئے۔ یہ بستی مدینے سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے آپؐ کی اونٹنیوں کو آتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ قافلہ محمد ﷺ کا ہے۔ اس نے بستی والوں کو آواز دی تو مدینے کا ہر شخص قبا کی طرف دوڑ پڑا۔ مدینے کے اکثر لوگ آپؐ کی شکل سے واقف نہیں تھے، حضور ﷺ بہت سادگی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناواقف لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ ﷺ سمجھے اور بڑے ادب سے آپؓ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ ایسے میں حضرت ابوبکرؓ جھٹ چادر پھیلا کر سورج کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر دھوپ پڑ رہی ہے مَیں آپؐ پر سایہ کرتا ہوں۔ اس لطیف طریق سے انہوں نے لوگوں پر ان کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو ہمارے لیے مدینہ روشن ہو گیا اور جب آپؐ فوت ہوئے تو اس دن سے زیادہ تاریک ہمیں مدینے کا شہر کبھی نظر نہیں آیا۔ قبا کے انصار نے آپ کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا اور آپؐ کلثوم بن الہدم کے مکان پر فروکش ہوئے۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آپؐ بنو عمرو بن عوف کے محلے میں دس سے زائد راتیں ٹھہرے اور مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز پڑھی۔ مسجد قبا کے متعلق مذکور ہے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ حضرت ابنِ عباس بیان کرتے ہیں کہ مدینے کی تمام مساجد جس میں قبا کی مسجد بھی شامل ہے ان کی بنیاد تقویٰ پر ہی رکھی گئی ہے لیکن جس کے متعلق آیت نازل ہوئی تھی وہ مسجد قبا ہی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ قبا میں زائد از دس دن قیام کے بعد جمعے کے روز آنحضرت ﷺ مدینے کے اندرونی حصّے کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ راستے میں نمازِ جمعہ کا وقت آ گیا اور آنحضرت ﷺ نے بنو سالم بن عوف کے محلّے میں ٹھہر کر خطبہ دیا اور جمعے کی نماز ادا کی۔

آپؐ جس بھی مسلمان کے گھر کے پاس سے گزرتے وہ جوشِ محبت سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ ہمارا گھر یہ ہمارا مال و جان حاضر ہے، ہمارے پاس آپؐ کی حفاظت کا سامان بھی ہے آپؐ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں۔ آپؐ ان کے لیے دعائے خیر کرتے اور آگے بڑھ جاتے۔ مسلمان عورتیں اور بچیاں خوشی کے جوش میں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر استقبالی ترانے گا رہی تھیں۔ مدینے کے حبشی غلام آپؐ کی تشریف آوری کی خوشی میں تلوار کے کرتب دکھاتے پھرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے کچھ عرصہ بعد حضرت زید کو مکے بھجوایا اور وہ آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل و عیال کو خیریت سے مدینے لے آئے۔ مدینے میں آپؐ نے جو زمین خریدی تھی وہاں سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے مکان بنوائے۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ سنح میں خبیب بن اساف کے ہاں ٹھہرے۔ ایک قول کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کی رہائش حضرت خارجہ بن زید کے ہاں تھی۔ آپؓ نے سنح میں ہی اپنا مکان اور کپڑا بنانے کا کارخانہ بنا لیا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرم چودھری اصغر علی کلار صاحب مرحوم اسیر راہِ مولیٰ ابن مکرم محمد شریف صاحب کلار بہاولپور۔ مرحوم 10 جنوری کو حالتِ اسیری میں بیمار ہو کر بعمر 70 سال وفات پا گئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پر 24/ ستمبر 2021ء کو دفعہ 295۔ج، جو توہینِ رسالت (نعوذ باللہ) کی دفعہ ہے لگا کر مقدمہ قائم کیا گیا اور 26/ ستمبر کو گرفتاری عمل میں آئی۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ توہینِ رسالت کا الزام تو احمدیوں پر فوراً لگا دیتے ہیں۔ مرحوم اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والے، خلافت کے وفادار، مہمان نواز، دعوتِ الیٰ اللہ کا شوق رکھنے والے، عبادت گزار اور 1/8 حصّے کے موصی تھے۔

2۔ مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب کارکن وکالت علیا ربوہ۔ مرحوم پچاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اٹھاون برس سلسلے کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بڑے خاموش طبع، صابر شاکر شخصیت کے مالک تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ مَیں نے بھی ان کو دیکھا ہے بڑا خاموش طبع اور اپنے چند دوستوں کے ساتھ ہی اور یہی دفتر سے گھر اور گھر سے دفتر یہی معمول ہوتا تھا لیکن بڑی محنت، اخلاص و وفا سے کام کرنے والے تھے۔

3۔ مکرم کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سابق ایڈمنسٹریٹر فضلِ عمر ہسپتال جو ستانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے 1938ء میں بیعت کی تھی۔ 1974ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے پر سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر نصرت جہاں سکیم کے تحت اپنی خدمات پیش کر دی تھیں۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو فضلِ عمر ہسپتال کا ایڈمنسٹریٹر مقرر فرمایا تھا جہاں آپ جون 2005ء تک خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم عبادت گزار، دعا گو، تلاوت قرآن پاک کا ذوق رکھنے والے، خلافت کے سچے وفادار، جماعتی اموال کی حفاظت کرنے والے، بڑے خوش اخلاق بزرگ تھے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍دسمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقب عالیہ

بخدا اے مکہ! تُو اللہ کی زمین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تُو اللہ کی زمین میں سے اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو مَیں کبھی بھی نہ نکلتا (الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔حضرت ابو بکرؓ نے بے ساختہ عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ کی رفاقت؟ یعنی مَیں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔

بیعتِ عقبہ ثانیہ

کے ذکر میں لکھا ہے کہ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ تھے۔حضرت عباسؓ جو کہ اس تقریب اور میٹنگ کے گویا منتظم اعلیٰ تھے انہوں نے حضرت علیؓ کو ایک گھاٹی پر بطور پہرے دار کھڑا کیا اور ایک دوسری گھاٹی پر حضرت ابو بکرؓ کو، انہوں نے پہرے اور حفاظت کے لیے کھڑا کیا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱ باب عرض رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نفسہ علی القبائل...... دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہجرتِ مدینہ جب ہوئی ہے اس میں حضرت ابو بکر صدیق کی مصاحبت کا ذکر ہے۔

لکھا ہے کہ کفارِ مکہ کا مکہ میں مقیم مسلمانوں پر ظلم وستم مسلسل بڑھتا جا رہا تھا کہ اسی دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب دکھایا گیا جس میں دو مسلمانوں کو وہ جگہ دکھائی گئی جدھر آپؐ نے ہجرت کرنا تھی۔ وہ جگہ شور زمین والی کھجوروں میں گھری ہوئی تھی لیکن اس کا نام نہ دکھایا گیا تھا اور نہ بتایا گیا تھا۔ البتہ اس کا جغرافیہ اور نقشہ دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجتہاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ ھَجَر یا یَمَامہ ہو گی جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ذکر ملتا ہے جس کے مطابق آپؐ نے فرمایا فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام روایت نمبر ۳۶۲۲) کہ میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ جگہ یَمَامہ یا ھَجَر ہے مگر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو یثرب شہر ہے۔ یمامہ بھی یمن کا ایک مشہور شہر ہے۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 321 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اردو بازار کراچی 2003ء)

اور ھَجَر نام کی متعدد بستیاں عرب خطے میں پائی جاتی تھیں۔ بحرین کا ایک شہر اور بحرین کا ایک حصہ بھی ھَجَر کہلاتا تھا۔

(معجم البلدان جلد ۵ صفحہ ۴۵۲ زیر ’’ھجر‘‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال کچھ ہی عرصہ بعد حالات ایک رخ پر ہونے لگے اور مدینہ کے سعادت مند انصار نے اسلام قبول کرنا شروع کیا تو القائے ربانی سے آپؐ پر منکشف ہوا کہ وہ سرزمین تو یثرب کی سرزمین تھی جو بعد میں مدینہ کے نام سے مشہور ہونے والی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اجتہاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ’’وہ حدیث جس کے یہ الفاظ ہیں فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ۔ صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔‘‘

(ازالہ ٔ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 472)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مظلوم اور ستم رسیدہ صحابہ اور مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت اور رہنمائی فرما دی جس پر مکہ کے مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ دوسری طرف بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد اس ہجرت میں بھی تیزی آ گئی اور گھروں کے گھر اور محلوں کے محلے خالی ہونے لگے۔ اس صورتحال نے مکہ کے ظالم سرداروں کو مزید اشتعال دلا دیا اور وہ غصہ سے تلملانے لگے جس پر انہوں نے ایک اَور قدم اٹھایا کہ ان

مظلوموں کو ہجرت کرنے سے بھی روکا جانے لگا اور ظلم وستم کے نت نئے طریقے نکالے جانے لگے۔

کبھی شوہر کو تو جانے دیا لیکن اس کی بیوی اور بچے کو اس سے چھین لیا گیا۔ کبھی کسی سے سرمایہ اور مال و دولت اس بہانے ہتھیا لی گئی کہ یہ تو تُو نے ہمارے شہر مکہ میں کمائی تھی۔ اگر یہاں سے جانا ہے تو یہ ساری دولت ہمیں دے کر جاؤ۔ کبھی ماں کی ممتا کا واسطہ دے کر روک لیا کہ اپنی ماں سے ملتے جاؤ اور پھر راستے میں ہی ان کو رسیوں سے باندھ کر کوٹھڑیوں میں ڈال دیا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 3 صفحہ 224 تا 227 ،جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ.... دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

لیکن دولتِ ایمان سے مالا مال اور دینِ اسلام کی محبت میں سرشار صبر و شکر کرنے والے مومنوں کی جماعت دیوانہ وار مدینہ کی طرف مسلسل ہجرت کرتی چلی گئی۔ بہرحال مکہ کم و بیش ہر اس مسلمان سے خالی ہو گیا جو ہجرت کر سکتا تھا وہ ہجرت کر گیا۔ اب کچھ انتہائی کمزور اور بے بس مسلمان ہی پیچھے رہ گئے تھے جن کا ذکر قرآن کریم نے یوں کیا ہے کہ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (النساء:99) سوائے ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا جن کو کوئی حیلہ میسر نہیں تھا اور نہ ہی وہ نکلنے کی کوئی راہ پاتے تھے۔

ان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مدینہ میں ہی اذنِ خداوندی کا انتظار فرما رہے تھے۔حضرت علیؓ بھی مکہ میں ہی تھے۔ البتہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت کی اجازت طلب کرنے حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد ہوا کہ ٹھہر جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی اجازت دی جائے گی یا ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ

تم جلدی نہ کرو۔ ممکن ہے اللہ تمہارے لیے ایک ساتھی کا انتظام فرما دے۔

اس پر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، کیا آپؐ کو بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی؟ گویا ہجرت کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا غم جاتا رہا۔حضرت ابو بکرؓ یہ نویدِ مسرت سن کر واپس لوٹ کر آئے اور ہجرت کا ارادہ ملتوی کر دیا البتہ انہوں نے حکیمانہ انداز میں دو اونٹنیاں خریدیں جنہیں خاص طور پر کھلا کھلا کر ہجرت کے انجانے سفر کے لیے تیار کرنے لگے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب الکفالۃ باب جوار ابی بکر فی عھد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم و عقدہ حدیث 2297)

(الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق از صلابی صفحہ ۴۵ دار المعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

ان باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ہجرت کی تیاری شروع کی۔ ایک کے بعد ایک خاندان مکہ سے غائب ہونا شروع ہوا۔ اب وہ لوگ بھی جو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کا انتظار کر رہے تھے دلیر ہو گئے۔ بعض دفعہ ایک ہی رات میں مکہ کی

ایک پوری گلی کے مکانوں کو تالے لگ جاتے تھے اور صبح کے وقت جب شہر کے لوگ گلی کو خاموش پاتے تو دریافت کرنے پر انہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس گلی کے تمام رہنے والے مدینہ کو ہجرت کر گئے ہیں اور اسلام کے اس گہرے اثر کو دیکھ کر جو اندر ہی اندر مکہ کے لوگوں میں پھیل رہا تھا وہ حیران رہ جاتے تھے۔ آخر مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا صرف چند غلام، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں رہ گئے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 222)

پھر آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’کفار مکہ کو دوسرے لوگوں کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فطرتاً زیادہ بغض و عداوت تھی کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ آپؐ ہی کی تعلیم کی وجہ سے لوگوں میں شرک کی مخالفت پھیلتی جاتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ آپؐ کو قتل کر دیں تو باقی جماعت خود بخود پراگندہ ہو جائے گی۔ اس لئے بہ نسبت دوسروں کے وہ آنحضرت ﷺ کو زیادہ دکھ دیتے اور چاہتے کہ کسی طرح آپؐ اپنے دعاوی سے باز آجائیں لیکن باوجود ان مشکلات کے آپؐ نے صحابہؓ کو تو ہجرت کا حکم دے دیا مگر خود ان دکھوں اور تکلیفوں کے باوجود مکہ سے ہجرت نہ کی کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اذن نہ ہوا تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ میں ہجرت کر جاؤں تو آپؐ نے جواب دیا۔ عَلٰی رِسْلِکَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ یُّؤْذَنَ لِیْ۔ آپ ابھی ٹھہریں امید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے۔‘‘

(سیرۃ النبی ﷺ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 489)

دارالندوہ میں کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خفیہ مشورہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے۔

اس کے بارے میں لکھا ہے کہ رؤسائے مکہ اب اس بات پر سخت غصہ میں تھے اور پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ مسلمان ان کے ہاتھ سے بچ کر نکل گئے ہیں اس پر اب وہ دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ علامہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب قریش نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گروہ اور کچھ اصحاب مل گئے ہیں جو نہ مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں اور نہ ہی ان کے علاقے کے ہیں۔ نیز قریش نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان لوگوں کی طرف ہجرت کر کے نکل رہے ہیں تو قریش نے جان لیا کہ وہ ایک امن کی جگہ پڑاؤ کر رہے ہیں اور انہیں ان لوگوں یعنی اہل مدینہ کی جانب سے مکمل تحفظ فراہم ہو گیا ہے تو انہیں خدشہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے ان کی طرف نہ چلے جائیں اور قریش نے جان لیا کہ وہ لوگ قریش سے جنگ کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے لیے دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ قُصَیّ بن کِلَاب کا وہ گھر تھا کہ قریش کا جو بھی فیصلہ ہوتا تھا وہ اسی میں ہوتا تھا۔ جب بھی انہیں آپ کے بارے میں خدشہ محسوس ہوتا تو وہ لوگ یہاں مشورہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ اس کے لیے جمع ہوئے اور انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ وہ دارالندوہ میں داخل ہوں گے تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشاورت کریں۔ جس روز کا انہوں نے عہد و پیمان کیا تھا اس دن وہ لوگ گئے اور وہ دن

یَوْمُ الزَّحْمَۃ

کہلاتا ہے۔ ان کے سامنے ایک بوڑھے اور عمر رسیدہ شخص کی ہیئت میں ابلیس ظاہر ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا انسان تھا جو ابلیس صفت انسان تھا۔ بہرحال جس نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور دارالندوہ کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ لوگ اسے جانتے نہیں تھے۔ جب ان لوگوں نے اسے دروازے پر کھڑا دیکھا تو انہوں نے کہا یہ بوڑھا شخص کون ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں اہل نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں اور اس نے کہا کہ مَیں نے وہ بات سن لی ہے جس کا تم نے عہد و پیمان کیا تھا۔ پس تمہارے پاس میں اس لیے آیا ہوں کہ تا کہ سن لوں کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ امید ہے کہ تمہیں اس سے کوئی نہ کوئی رائے یا بھلائی مل جائے گی۔ اس نے اپنے بارے میں کہا۔ ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے اندر آ جاؤ۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ وہاں قریش کے سرداران کی ایک بڑی جماعت شریک تھی جن کے نمایاں ناموں میں عُتْبَہ بن رَبِیعہ اور شَیْبَہ بن رَبِیعہ، ابوسفیان بن حَرْب، طُعَیْمَہ بن عَدِی اور بھی بعض لوگ تھے۔ ابوجہل بن ہشام، حجاج کے دو بیٹے اور بہت سارے لوگ تھے۔ اس کے علاوہ کچھ سردار بھی تھے جن کا شمار قریش سے نہیں ہوتا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو تجاویز دینے کا وقت آیا تو ایک شخص نے تجویز پیش کی کہ اسے یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دو اور باہر سے دروازہ بند کرو۔ پھر اس پر اسی موت کے آنے کا انتظار کرو جو اس سے پہلے اس جیسے دو شعراء مثلاً زُہَیر اور نَابِغہ پر آ چکی ہے۔ اور دیگر شعراء پر جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی انجام کا انتظار کرو جس طرح اس سے پہلے دو شاعروں زُہیر اور نابغہ وغیرہ کا ہو چکا ہے یعنی موت ان کا خاتمہ کر دے تو جیسے ان کو موت آئی تھی آپ کے لیے بھی یہی plan کیا گیا۔ اس پر اس بوڑھے نجدی نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک یہ رائے تمہارے لیے مناسب نہیں ہے۔ واللہ! اگر تم لوگوں نے اسے قید کر دیا تو اس کی خبر بند دروازے سے باہر نکل کر اس کے ساتھیوں تک ضرور پہنچ جائے گی۔ پھر کچھ بعید نہیں کہ وہ لوگ تم پر دھاوا بول کر اس شخص کو تمہارے قبضہ سے نکال لے جائیں۔ پھر اس کی مدد سے اپنی تعداد بڑھا کر تمہیں مغلوب کر لیں۔ لہٰذا کوئی اَور تجویز سوچو۔ اس پر ایک شخص نے یہ تجویز دی کہ ہم اس شخص کو اپنے درمیان سے نکال دیں اور اپنے شہر سے جلاوطن کر دیں پھر ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کہاں رہتا ہے۔ جب وہ ہم سے غائب ہو جائے گا اور ہم اس سے فارغ ہو جائیں گے تو ہمارا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا اور ہم پہلے جیسی حالت میں رہنے لگیں گے۔ اس پر بوڑھے نجدی نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! یہ رائے بھی ٹھیک نہیں تم دیکھتے نہیں کہ اس شخص کی بات کتنی عمدہ اور بول کتنے میٹھے ہیں اور جو کچھ لاتا ہے اس کے ذریعہ کس طرح لوگوں کے دلوں کو مغلوب کر لیتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا تو تم لوگ امن میں نہیں رہو گے کہ وہ عرب کے کسی قبیلہ میں اترے اور اپنی باتوں سے ان پر غلبہ حاصل کر لے اور وہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگیں۔ پھر ان کے ساتھ مل کر تمہاری طرف پیش قدمی کریں اور تمہیں تمہارے ہی شہر میں روند ڈالیں اور تمہارے معاملات تمہارے ہاتھوں سے لے لیں اور پھر جیسا چاہے تم سے سلوک کریں۔ لہٰذا اس کے علاوہ کوئی اَور تجویز سوچو۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ قریش کے ہر قبیلے سے ایک ایک نوعمر، مضبوط اور حسب و نسب والا جوان چنا جائے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں تیز کاٹنے والی تلوار دے دی جائے پھر وہ لوگ اس یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قصد کریں اور ایک شخص کے حملہ کرنے کی طرح اس پر حملہ کیا جائے اور وہ اسے قتل کر دیں۔ یوں ہمیں اس شخص سے راحت مل جائے گی۔ اس طرح قتل کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس شخص کا خون سارے قبائل میں منقسم ہو جائے گا اور بَنُو عَبدِ مَنَاف سارے قبیلوں سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم دیت ادا کر دیں گے۔ اس پر بوڑھے نجدی نے کہا۔ رائے ہے تو بس اس شخص کی، باقی سب فضول باتیں ہیں۔ غرض اس رائے پر سب اتفاق کرتے ہوئے چلے گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲، ذکر ہجرۃ الرسول، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ساری صورت حال سے آگاہ فرما دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَاِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ ؕ وَیَمۡکُرُوۡنَ وَیَمۡکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ (الانفال:31) اور یاد کرو جب وہ لوگ جو کافر ہوئے تیرے متعلق سازشیں کر رہے تھے تا کہ تجھے ایک ہی جگہ پابند کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے وطن سے نکال دیں۔ اور وہ مکر میں مصروف تھے اور اللہ بھی ان کے مکر کا توڑ کر رہا تھا اور اللہ مکر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور ساتھ ہی

جبریل کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دے دی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۳۲، فی سبب ہجرۃ النبی ﷺ......دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جل شانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بد ارادے کی خبر دے دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر فتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی۔ بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 64 حاشیہ)

ہجرت کی اجازت ملنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری احتیاط کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر عین دوپہر کے وقت یعنی اس وقت تشریف لے گئے کہ جس وقت میں مکہ کے باشندے عموماً اپنے گھروں میں ہی رہتے ہیں

اور ایک دوسرے کی طرف آنا جانا نہیں ہوتا اور مزید احتیاط یہ بھی کی کہ شدید گرمی جو تھی چنانچہ اپنا چہرہ اور سر وغیرہ بھی کپڑے سے ڈھانپے رکھا۔ جب آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے قریب پہنچے تو کسی نے بتایا اور طبرانی اور فتح الباری کی روایت کے مطابق حضرت اسماءؓ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، اللہ کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اس گھڑی میں ہمارے پاس تشریف لائے ہیں اس کی وجہ کوئی خاص بات ہے جو پیش آئی ہے اور ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ گھبرا کر تیزی سے فدایانہ انداز میں باہر نکلے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو کمرے میں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تمہارے پاس جو لوگ ہیں ان کو باہر بھیج دو جس پر

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ حضور صرف یہی میری دو بیٹیاں اس وقت یہاں ہیں، اَور کوئی نہیں ہے یا ایک روایت کے مطابق عرض کیا یا رسول اللہؐ! صرف آپؐ کے گھر کے لوگ ہی یہاں ہیں اور کوئی نہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے بے ساختہ عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ کی رفاقت؟

یعنی میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً، فَوَضَعَهُ عِنْدَ البَائِعِ ....روایت نمبر ۲۱۳۸)

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ، روایت نمبر ۳۹۰۵)

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری جلد۷ صفحہ ۲۷۷ دار الریان للتراث القاھرۃ ۱۹۸۶ء)

اس پر حضرت ابوبکرؓ خوشی سے رو پڑے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اس دن پہلی بار مجھے معلوم ہوا کہ خوشی سے بھی کوئی روتا ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۳۴۳، ذکر ھجرۃ الرسول، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

اس کے بعد وہاں

ہجرت کی ساری منصوبہ بندی اور لائحہ عمل

تیار کیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اسی غرض کے لیے میں نے دو اونٹنیاں خریدی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک آپؐ لے لیں۔ آپؐ نے فرمایا قیمت دے کر لوں گا اور آپؐ نے جب قیمت دینے پر اصرار کیا تو حضرت ابوبکرؓ کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ دو اونٹنیاں حضرت ابوبکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدی تھیں اور چار سو درہم میں ایک اونٹنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدی یا ایک روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اونٹنی آٹھ سو درہم میں خریدی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ، روایت نمبر ۳۹۰۵)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد۱ صفحہ ۳۸۲، ذکر ابل رسول اللہ ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جزء ۲ صفحہ ۱۰۶،۱۰۵۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

پھر یہ طے کیا گیا کہ پہلی منزل غارِ ثور ہوگی اور تین دن وہیں قیام کرنا ہوگا اور یہ بھی طے ہوا کہ کسی ایسے ماہر کو لیا جائے جو مکہ کے چاروں طرف کے تمام معروف اور غیر معروف صحرائی راستوں سے واقف ہو۔ اس کے لیے عبداللہ بن اُرَیْقِطْ سے بات ہوئی۔ یہ اگرچہ مشرک تھا لیکن شریف النفس اور ذمہ دار اور دیانت دار شخص تھا۔ سیرت نگار اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہوا تھا تاہم ایک روایت کے مطابق اس نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ بہرحال اس کے حوالے تین اونٹنیاں کی گئیں اور طے کیا گیا کہ وہ ٹھیک تین دن بعد غار ثور پر علی الصبح چلا آئے۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ جو ایک ہوشیار نوجوان تھے ان کے سپرد یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ روزانہ مکہ کی مجالس میں گھوم پھر کر جائزہ لیں گے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اور پھر رات کو وہ غارِ ثور پہنچ کر ساری رپورٹیں کریں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ایک دانا اور ذمہ دار غلام عامر بن فُہَیرہ کے سپرد یہ ڈیوٹی ہوئی کہ وہ اپنی بکریاں غارِ ثور کے گرد ہی چرائے گا اور رات کے وقت وہ دودھ دینے والی بکریوں کا تازہ دودھ فراہم کرے گا اور پھر مکہ سے نکلنے کا وقت طے کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔

(ماخوذ تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 7 ذکر خروجہ ﷺ مع ابی بکر من مکۃ... مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

(الرحیق المختوم از صفی الرحمٰن المبارکفوری صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ دار الغد الجدید ۲۰۱۸ء)

(شرح الزرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

یہاں آ کر آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے ہجرت کے پروگرام سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے سپرد ایک جاں نثارانہ کام یہ کیا کہ آج رات وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر وہی سبز یا ایک روایت کے مطابق سرخ رنگ کی حضرمی چادر اوڑھ کر سوئیں گے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود لے کر سویا کرتے تھے اور اپنے اس جاں نثار فدائی خادم کو خدائی تائید و نصرت کی یقین دہانی کراتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ

فکر نہ کرنا اور بڑے آرام سے میرے بستر پر سوئے رہنا دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔

نیز صادق و امین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ اہالیانِ مکہ کی دی ہوئی امانتوں کا بھی فکر اور ذمہ داری کا احساس تھا اس لیے فرمایا کہ وہ لوگوں کو امانتیں واپس کرتے ہوئے میرے پیچھے آ جائیں۔ یعنی حضرت علیؓ کو فرمایا کہ امانتیں واپس کر کے پھر مدینہ آ جانا۔ چنانچہ حضرت علیؓ تین دن مکہ میں ٹھہرے یہاں تک کہ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو امانتیں واپس کر دیں۔ جب آپؓ اس سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قُبا میں جا ملے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف لائے جبکہ کفار مکہ کے چنیدہ بہادر جن کی آنکھوں میں گویا خون اترا ہوا تھا وہ تلواریں ہاتھ میں لیے عین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے باہر چاق و چوبند پہرہ دے رہے تھے کہ کب رات گہری ہو اور ہم دھاوا بول کر ایک ہی وار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کام تمام کر دیں اور ابوجہل جو کہ گویا ان کا سرغنہ تھا بڑے تکبر اور تمسخر سے یہ کہہ رہا تھا کہ محمد یہ کہتا ہے کہ اگر تم اس کے معاملہ میں اس کی پیروی کرو گے تو تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے پھر تم اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے اردن کے باغات کی مانند باغات بنائے جائیں گے اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے درمیان قتل و غارت گری ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا ہاں ایسے ہی میں کہتا ہوں اور سورۃ یٰسین کی یہ آیات پڑھتے ہوئے کہ یٰسٓ ﴿۲﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۳﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۴﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۶﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۹﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۰﴾ (یٰس:2-10) یٰس۔ یا سید! اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے سردار! حکمتوں والے قرآن کی قسم ہے تُو یقیناً مرسلین میں سے ہے۔ صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ کامل غلبہ والے اور بار بار رحم کرنے والے کی تنزیل ہے تاکہ تُو ایک ایسی قوم کو ڈرائے جن کے آباؤ اجداد نہیں ڈرائے گئے۔ پس وہ غافل پڑے ہیں۔ یقیناً ان میں سے اکثر پر قول صادق آ گیا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں اور وہ اب ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ سر اونچا اٹھائے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے سامنے بھی ایک روک بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک روک بنا دی ہے اور ان پر پردہ ڈال دیا ہے اس لیے وہ دیکھ نہیں سکتے۔

آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے سامنے سے نکل گئے

لیکن خدا کی قدرت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے کسی کو بھی دکھائی نہ دیے بلکہ وہ لوگ گاہے گاہے اندر جھانک کر دیکھ لیتے اور اطمینان کر لیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر ہی ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۳۴۲، ۳۴۸، باب ھجرۃ الرسول ﷺ، دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۱ء)

(محمد رسول اللہ والذین معہ جلد ۳ صفحہ ۴۷، باب الھجرۃ، مطبوعہ مکتبہ مصر)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد۱ صفحہ ۱۷۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

اس واقعہ کا ذکر سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں کیا ہے کہ ’’رات کا تاریک وقت تھا اور ظالم قریش جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اپنے خونی ارادے کے ساتھ آپؐ کے مکان کے گرد جمع ہو کر آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر چکے تھے اور انتظار تھا کہ صبح ہو یا آپؐ اپنے گھر سے نکلیں تو آپؐ پر ایک دم حملہ کر کے قتل کر دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعض کفار کی امانتیں پڑی تھیں کیونکہ باوجود شدید مخالفت کے اکثر لوگ اپنی امانتیں آپؐ کے صِدق و امانت کی وجہ سے آپؐ کے پاس رکھوا دیا کرتے تھے۔ لہٰذا آپؐ نے حضرت علیؓ کو ان امانتوں کا حساب کتاب سمجھا دیا اور تاکید کی کہ بغیر امانتیں واپس کئے مکہ سے نہ نکلنا۔ اس کے بعد آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور تسلی دی کہ انہیں خدا کے فضل سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ وہ لیٹ گئے اور آپؐ نے اپنی چادر جو سرخ رنگ کی تھی ان کے اوپر اُڑھا دی۔ اس کے بعد آپؐ اللہ کا نام لے کر اپنے گھر سے نکلے۔ اس وقت محاصرین آپؐ کے دروازے کے سامنے موجود تھے مگر چونکہ انہیں یہ خیال نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اول شب میں ہی گھر سے نِکل آئیں گے وہ اس وقت اس قدر غفلت میں تھے کہ آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نِکل گئے اور ان کو خبر تک نہ ہوئی۔ ...... وہ قریش جو آپؐ کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آپؐ کے گھر کے اندر جھانک کر دیکھتے تھے تو حضرت علیؓ کو آپؐ کی جگہ پر لیٹا دیکھ کر مطمئن ہو جاتے تھے لیکن صبح ہوئی تو انہیں علم ہوا کہ ان کا شکار ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اس پر وہ اِدھر اُدھر بھاگے۔ مکہ کی گلیوں میں صحابہ کے مکانات پر تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ اس غصہ میں انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑا اور کچھ مارا پیٹا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 236-237)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ’’جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف

سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے مونہہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہرِ کسے سر ندِہد جان نفشاند
عِشق است کہ اِیں کار بَصَدُ صِدق کُناند''

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 64-65حاشیہ)

یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے سر نہیں دیتا نہ ہی جان چھڑکتا ہے۔ یہ عشق ہے جو یہ کام انسان سے بصد صدق کرواتا ہے۔

بہرحال یہ وقت کے بارے میں روایات ہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں پہلے وقت، کچھ کہتے ہیں درمیانی رات، کچھ کہتے ہیں آخری وقت۔ بہرحال

کس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اس بارے میں جو روایات میں اختلاف ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ رات کی آخری تہائی میں گھر سے باہر تشریف لائے تھے۔ چنانچہ محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ رات کی آخری تہائی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کی غفلت کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کی طرف نکلے اور وہاں سے دونوں گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر جنوب میں غار ثور کی طرف چل پڑے۔

(حیاۃ محمد از محمد حسین ہیکل صفحہ 223-224 الفصل العاشر 'ھجرۃ الرسول' الطبعة الرابع عشرۃ دارالمعارف)

پھر ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ آدھی رات کے وقت نکلے۔ چنانچہ دلائل النبوہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ آدھی رات کے وقت غار ثور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۲ صفحہ۴۶۵، ۴۶۶ باب مکر المشرکین برسول اللہ ﷺ--- مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۲۰۰۲ء)

مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ میں لکھا ہے کہ ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ صبح کے وقت ہجرت کر جائیں تو شام ہی کو حضرت علی مرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ سے فرمایا کہ آج رات تم یہیں سونا تا کہ مشرکین شک و شبہ میں مبتلا ہو کر حقیقت حال سے باخبر نہ ہوں۔''

(مدارج النبوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی اردو ترجمہ غلام معین الدین نعیمی جلد 2 صفحہ 83 مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ نبی کریم اول شب اپنے گھر سے نکلے تھے۔ چنانچہ اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ''محاصرین آپؐ کے دروازے کے سامنے موجود تھے مگر چونکہ انہیں یہ خیال نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اول شب میں ہی گھر سے نِکل آئیں گے وہ اس وقت اس قدر غفلت میں تھے کہ آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے اور ان کو خبر تک نہ ہوئی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کے ساتھ مگر جلد جلد مکہ کی گلیوں میں سے گذر رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں آبادی سے باہر نکل گئے اور غارِ ثور کی راہ لی۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ پہلے سے تمام بات طے ہو چکی تھی وہ بھی راستہ میں مل گئے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 237)

حضرت مصلح موعودؓ نے جو روایات سے لے کے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ''جب مکہ کے لوگ آپؐ کے گھر کے سامنے آپؐ کے قتل کے لئے جمع ہو رہے تھے آپؐ رات کی تاریکی میں ہجرت کے ارادہ سے اپنے گھر سے باہر نکل رہے تھے۔ مکہ کے لوگ ضرور شبہ کرتے ہوں گے کہ ان کے ارادہ کی خبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مل چکی ہو گی مگر پھر بھی جب آپؐ ان کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور بجائے آپؐ پر حملہ کرنے کے سمٹ سمٹا کر آپؐ سے چھپنے لگ گئے تا کہ ان کے ارادوں کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر نہ ہو جائے۔ اس رات سے پہلے دن ہی آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کے لئے ابوبکرؓ کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی۔ پس وہ بھی آپؐ کو مل گئے اور دونوں مل کر تھوڑی دیر میں مکہ سے روانہ ہو گئے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 222-223)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت گھر سے نکلے تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ سورۂ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔''

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 66حاشیہ)

بہرحال مختلف روایتیں ہیں لیکن نتیجہ یہی ہے کہ کفار کو پتہ نہیں لگا۔

پھر یہ بھی مختلف روایات ہیں کہ

اپنے گھر سے نکل کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے۔

ایک روایت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے ہوں گے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر سے اور راستے میں کسی ایک جگہ پر دونوں اکٹھے ہو کر غارِ ثور کی طرف چل پڑے۔

(ماخوذ از تاریخ طبری جلد اول صفحہ 568 ، تاریخ ما قبل الھجرۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے غارِ ثور کی طرف نکلے اور کچھ دیر بعد ابوبکرؓ آپؐ کے گھر پہنچے تو حضرت علیؓ نے انہیں فرمایا کہ وہ تو جا چکے ہیں اور غارِ ثور کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اس لیے آپ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلے گئے۔

(السیرۃ الحلبیہ جزء۲ صفحہ۴۷ باب عرض رسول اللہ ﷺ نفسہ--- دارالکتب العلمیۃ بیروت۲۰۰۸ء)

بہرحال یہ روایت تو بہت کمزور لگتی ہے۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کا انتظار فرماتے رہے اور وہ لیٹ ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو یہ بھی علم نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کدھر گئے ہوں گے اور سب کچھ حضرت علیؓ اب انہیں بتا رہے ہیں۔ ہجرت جیسا اہم ترین رازدارانہ سفر اور حضرت ابوبکرؓ جیسا فہیم اور ذمہ دار شخص اس طرح کی لاپروائی کا مرتکب ہو یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس روایت کی نسبت دوسری روایت جو زیادہ تر کتب میں موجود ہے وہ زیادہ درست اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۳۴۳ ، ھجرۃ الرسولؐ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۲۰۰۱ء)

اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ کی دو باوفا بہادر بیٹیوں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے سفر کے لیے کھانا بھی جلدی جلدی تیار کر دیا تھا جس میں بھنی ہوئی بکری کا گوشت بھی تھا۔ حالات کی نزاکت اور جلدی میں کھانے کا برتن جو چمڑے کا تھا باندھنے کو کچھ نہ ملا تو حضرت اسماءؓ نے اپنا نطاق یعنی کمر بند کھولا اور اس کے دو حصے کیے اور کھانا باندھا۔ ایک سے توشہ دان اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔

(صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر باب حمل الزاد فی السفر--- روایت نمبر۲۹۷۹)

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جزء ۲ صفحہ ۱۰۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو عشق و وفا کے ان لمحات کو بغور دیکھ رہے تھے فرمانے لگے کہ اے اَسماء! اللہ تمہارے اس نطاق کے بدلے میں تمہیں جنت میں دو نطاق عطا کرے گا۔ یعنی کہ کمر بند جو کپڑا کمر پہ باندھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے بعد میں

حضرت اسماءؓ کو ذات النِّطَاقَین کہا جانے لگا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد۳ صفحہ ۲۳۹ ، جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ.... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

ہجرت کے اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیر لب اس آیت کا ورد فرماتے ہوئے چلے جا رہے تھے: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل:81) اور تُو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لیے طاقتور مددگار عطا کر۔

(الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق للدکتور علی محمد الصلابی صفحہ ۴۷ دار المعرفہ بیروت۲۰۰۶ء)

اور ایسا ہی اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَلَمْ أَكُ شَیْئًا، اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی هَوْلِ الدُّنْیَا، وَبَوَائِقِ الدَّهْرِ، وَمَصَائِبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ۔ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ، وَاخْلُفْنِیْ فِیْ أَهْلِیْ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ، وَلَكَ فَذَلِّلْنِیْ، وَعَلٰی صَالِحِ خُلُقِیْ فَقَوِّمْنِیْ، وَإِلٰی رَبِّیْ فَحَبِّبْنِیْ، وَإِلَی النَّاسِ فَلَا تَكِلْنِیْ۔ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَأَنْتَ رَبِّیْ، أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ أَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ، وَكُشِفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ، وَصَلُحَ

عَلَيْهِ أَمْرُالاَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ، أَنْ يَّحِلَّ بِيْ غَضَبُكَ، أَوْيَنْزِلَ عَلَيَّ سُخْطُكَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَاقِبَتِكَ وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ۔ لَكَ الْعُتْبٰى خَيْرَمَا اسْتَطَعْتُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے پیدا کیا اور میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اے اللہ! دنیا کے خوف پر اور زمانے کے مصائب پر اور رات اور دن کے مصائب پر میری مدد فرما۔ اے اللہ! میرے سفر میں تُو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائمقام ہو جا اور جو تُو نے مجھے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت رکھ دے اور مجھے اپنے ہی تابع کر دے اور میری عمدہ تخلیق پر مجھے مضبوط کر دے اور میرے رب کا مجھے محبوب بنا دے اور مجھے لوگوں کے سپرد نہ کرنا۔ تُو کمزوروں کا رب ہے اور تُو میرا بھی رب ہے۔ تیرا وجہِ کریم جس سے آسمان و زمین روشن ہوئے اور جس سے اندھیرے چھٹ گئے اور جس سے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کا معاملہ درست ہو گیا میں اس کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب اترے یا مجھ پر تیری ناراضگی نازل ہو۔ میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے اور تیرے انتقام کے اچانک آنے سے اور میرے بارے میں تیرے آخری فیصلے کے بدل جانے سے۔

شرح زرقانی میں تَحَوُّلِ عَاقِبَتِكَ کی جگہ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تیری عطا کردہ عافیت کے جاتے رہنے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔ تیری ہی رضامندی ہے ہر اُس بھلائی میں جو میں کر سکا۔ نہ گناہ سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی کوئی طاقت ہے مگر تیرے ہی ذریعہ۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۴۳، فی ھجرۃ رسول اللہ ﷺ...... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

(شرح زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

خانہ کعبہ کے پیچھے سے گزرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف اپنا رخ مبارک فرمایا اور اس بستی سے یوں مخاطب ہوئے کہ

بخدا اے مکہ! تُو اللہ کی زمین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تُو اللہ کی زمین میں سے اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو میں کبھی بھی نہ نکلتا۔

(محمد رسول اللہ والذین معہ لعبد الحمید جودۃ السحار جلد ۳ صفحہ ۵۹، الھجرۃ، مکتبۃ مصر)

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ غارِ ثور کے سفر کے دوران حضرت ابوبکرؓ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے اور کبھی آپؐ کے دائیں ہو جاتے اور کبھی بائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے خیال آتا ہے کوئی سامنے سے نہ آ رہا ہو تو میں آپؐ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب اندیشہ ہوتا ہے کوئی پیچھے سے حملہ نہ کر دے تو آپؐ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں اور کبھی بائیں کہ آپؐ ہر طرف سے محفوظ و مامون رہیں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۴۰، الباب الرابع فی ھجرۃ رسول اللہ ﷺ...... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

ایک روایت کے مطابق غارِ ثور تک پہنچتے پہنچتے اس پہاڑی سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زخمی بھی ہو گئے۔

(محمد رسول اللہ والذین معہ لعبد الحمید جودۃ السحار جلد ۳ صفحہ ۵۹، الھجرۃ، مکتبۃ مصر)

اور ایک روایت کے مطابق راستے میں ایک پتھر سے ٹھوکر لگنے سے پاؤں مبارک زخمی ہو گیا تھا۔

(تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۵۶۸، تاریخ ماقبل الھجرۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

جب غارِ ثور تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ ابھی یہاں ٹھہریں پہلے مجھے اندر جانے دیں تا کہ میں اچھی طرح غار کو صاف کر لوں اور کوئی خطرے کی چیز ہو تو میرا اس سے سامنا ہو۔ چنانچہ وہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا، جو بھی سوراخ اور بل وغیرہ تھے ان کو اپنے کپڑے سے بند کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور ایک سوراخ جس کے لیے کپڑا نہ تھا یا شاید اس وقت نظر نہ آیا ہو اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔

روایت میں ہے کہ اسی سوراخ سے کوئی بچھو یا سانپ وغیرہ ڈستا رہا لیکن حضرت ابوبکرؓ اس ڈر سے کہ اگر کوئی حرکت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع ہو گا جنبش نہ فرماتے۔

یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آنکھ کھولی تو حضرت ابوبکرؓ کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے تو انہوں نے ساری بات بتائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک وہاں لگایا اور اس کے بعد پاؤں ایسا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

(شرح الزرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ باب ھجرۃ المصطفیٰ و اصحابہ الی المدینۃ۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

دوسری طرف قریش مکہ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر ایک شخص نے گزرتے ہوئے پوچھا کہ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ انہوں نے بتایا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں نے تو محمدؐ کو گلیوں سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے تو انہوں نے اس شخص کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ وہ تو اندر اپنے بستر پر ہیں اور ہم مسلسل ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ پھر رات گئے اپنے پہلے سے طے کیے منصوبے کے مطابق جب وہ ایک دم سے اندر گئے اور چادر کھینچ کر سوئے ہوئے کو دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو حضرت علیؓ ہیں۔ ان سے پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس پر مشرکین نے آپؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور زدوکوب کیا اور کچھ دیر محبوس رکھنے کے بعد آپؓ کو چھوڑ دیا۔

بہرحال اس روایت کے مطابق وہ لوگ حضرت علیؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے مار پیٹ کر کے وہاں سے غیض وغضب کی حالت میں واپس چلے آئے اور مکہ کی گلی گلی اور گھر گھر آپؐ کو تلاش کرنے لگے۔

(تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰ ذکر خروجہ ﷺ مع ابی بکر من مکۃ۔۔۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۹ء)

اسی دوران وہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے گھر بھی آئے۔ حضرت اسماءؓ کا سامنا ہوا۔ ابوجہل آگے بڑھا اور پوچھا کہ تمہارا باپ ابوبکر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے؟ اس پر اس بدباطن ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے حضرت اسماءؓ کے منہ پر طمانچہ مارا کہ ان کے کان کی بالی ٹوٹ کر گر گئی اور غصہ کی حالت میں وہ سب لوگ واپس چلے گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۳۴۴، ذکر ھجرۃ الرسول، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

مکّہ کی چھان بین سے ناکام فارغ ہوئے تو ماہر کھوجی مکہ کے چاروں طرف روانہ کر دیے۔ رئیس مکہ اُمیّہ بن خَلَف وہ خود ایک ماہر کھوجی کو لے کر اپنے ساتھیوں سمیت ایک طرف نکلا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کھوجی، سراغ رساں واقعی ماہر تھا۔ جتنی بھی اس کی مہارت کی داد دی جائے وہ کم ہے کیونکہ یہ واحد کھوجی تھا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے ایک ایک نشان کو کھوج کر عین غار ثور کے دہانے تک جا پہنچا اور کہنے لگا کہ محمدؐ کے قدموں کے نشان بس یہاں تک ہیں۔ اس کے آگے نہیں جاتے۔ علامہ بَلَاذُری نے اس کھوجی کا نام عَلْقَمہ بن کُرز بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ غارِ ثور کے منہ پر یہ لوگ کھڑے باتیں کر رہے تھے اور دو ہجرت کرنے والے عین اسی غار میں نہ صرف اندر چھپے ہوئے تھے ان لوگوں کی باتیں سن رہے تھے بلکہ حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے پاؤں بھی دیکھ رہا تھا اور خدا کی قسم! اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اندر جھانک کر دیکھ لیتا تو ہم پکڑے جاتے لیکن

خطرے اور مصیبت کی اس گھڑی میں یہ دو اکیلے نہیں تھے بلکہ تیسرا ان کے ساتھ وہ خدا تھا کہ جس کے قبضہ قدرت میں زمین و آسمان ہیں اور جو قادر مطلق تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۴۱ فی ھجرۃ رسول اللہ ...... دارلکتب العلمیۃ ۱۹۹۳)

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب المھاجرین و فضلھم روایت نمبر 3653)

اس نے ایک طرف تو ان سراغ رسانوں کے آنے سے قبل ہی وہاں اپنی معجزانہ قدرت سے ایک درخت اُگا دیا، مکڑے کو بھیج کر غار کے منہ پر ایک جالہ بُن دیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو بھیجا کہ وہاں اپنا گھونسلا بنا کر انڈے بھی دے دیں۔ یہ روایت میں ہے۔

(المواھب اللدنیہ لعلامہ قسطلانی جلد ا صفحہ ۲۹۲-۲۹۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۰۴ء)

بہرحال اس کے بعد خدا تعالیٰ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے یا یہ ساری باتیں دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو کس طرح تسلی دی۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 14؍ جنوری 2022ء صفحہ 5-9)

میر انجم پرویز۔مربی سلسلہ عربی ڈیسک

ابھی وہ نامِ خدا ہے غنچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جہاں دینی علوم ومعارف کے بیش بہا خزانے عطا کیے وہاں علومِ ظاہری پر بھی قدرت اور دسترس عطا فرمائی۔جن میں منطق، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، سائنس، السنہ، لغت، شعروادب وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے ان سب علوم کو دین کی خدمت اور حقیتِ اسلام کے اثبات کے لیے استعمال فرمایا۔ آپ نے اپنی تحریرات میں بہت سے فارسی، اردو اور عربی اشعار کو درج فرما کر ہمیشہ کے لیے زندۂ جاوید کر دیا۔گزشتہ دنوں سرمہ چشم آریہ میں ایک مصرع نظر سے گزرا جو درج ذیل ہے:

ابھی تو نام خدا ہے غنچہ ! صبا تو چھو بھی نہیں گئی ہے

یہ مصرع پڑھ کر یہ سوالات پیدا ہوئے کہ یہ مصرع کس کا ہے؟ اس کا دوسرا مصرع کیا ہے؟ اگر کسی نظم یا غزل سے لیا گیا ہے تو اس کے باقی اشعار کیا ہیں؟ ان سوالات کے جوابات کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک اردو شاعر کرامت علی شہیدی کی غزل کا ایک مصرع ہے۔

قبل اس کے کہ شاعر کا تعارف اور اس کی یہ غزل پیش کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اقتباس پیش کیا جائے جس میں آپ نے یہ مصرع استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’غرض علومِ جدیدہ کا سلسلہ منقطع ہونا نظر نہیں آتا۔شق القمر کے ایک تاریخی واقعہ سے کیوں اتنا نفرت یا تعجب کرو۔ گزشتہ دنوں میں تو جس کو کچھ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے ایک یورپین فلاسفر کو سورج کے ٹوٹنے کی ہی فکر پڑ گئی تھی۔ پھر شاید شگاف ہو کر مل گیا۔ فلاسفروں کو ابھی بہت کچھ سمجھنا اور معلوم کرنا باقی ہے۔ کے آمدی کے پیر شدی۔ (یعنی ابھی تو آئے ہو، ابھی پیر بن بیٹھے ہو۔ناقل)

ابھی تو نام خدا ہے غنچہ ! صبا تو چھو بھی نہیں گئی ہے

یہ نہایت محقق صداقت ہے کہ ہر یک چیز اپنے اندر ایک ایسی خاصیت رکھتی ہے جس سے وہ خدائے تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی رہی۔سو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواصِ اشیاء ختم نہیں ہوسکتیں گو ہم ان پر اطلاع پائیں یا نہ پائیں۔ اگر ایک دانہ خشخاش کے خواص تحقیق کرنے کے لیے تمام فلاسفر اولین و آخرین قیامت تک اپنی دماغی قوتیں خرچ کریں تو کوئی عقلمند ہرگز باور نہیں کرسکتا کہ وہ ان خواص پر احاطۂ تام کر لیں۔سو یہ خیال کہ اجرامِ علوی یا اجسامِ سفلی کے خواص جس قدر بذریعہ علم ہیئت یا طبعی دریافت ہو چکے ہیں اسی قدر پر ختم ہیں اس سے زیادہ کوئی بے سمجھی کی بات نہیں۔

(سرمۂ چشم آریہ ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 93)

اس تحریر میں حضور نے اس مصرع کا کیا ہی برمحل استعمال فرمایا ہے کہ پڑھ کر طبیعت وجد میں آ جاتی ہے۔ اس مصرعے کا مفہوم یہ ہے کہ چشمِ بد دور، ابھی تو تُو غنچہ ہے، ابھی تجھے کھلنا ہے اور کلی سے پھول بنا ہے، ابھی تو تیری حالت یہ ہے کہ صبا بھی تجھے چھو کر نہیں گئی۔ یعنی بہت ابتدائی مرحلے میں ہے۔ سیاق میں یہ اس بات کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے کہ علمِ طبیعات اور علم فلکیات کی بنیاد پر شق القمر کے معجزے کا انکار کرنا درست نہیں کیونکہ ابھی تو یہ علوم اپنے ابتدائی مرحلے میں ہیں اور ابھی بہت کچھ منکشف ہونا باقی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سفر کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا کی پیدا کردہ اشیاء کے لامتناہی خواص کی دریافت ہمیشہ جاری رہے گی اور یوں علومِ جدیدہ کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

کرامت علی شہیدی کی غزل، جس سے یہ مصرع لیا گیا ہے، درج ذیل ہے:

مشامِ بلبل میں رشکِ گل کی ہنوز بُو بھی نہیں گئی ہے
ابھی وہ، نامِ خدا، ہے غنچہ، نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

نہ عشق سرمے کا، نَے مسی کا؛ نہ شوق غمزے کا، نَے ہنسی کا
گماں ہو گر تم کو آرسی کا سو رُو بہ رُو بھی نہیں گئی ہے

بلا کو اس کی خبر ہے، کہتے ہیں کس کو معشوق، کیا ہے عاشق؟
ہنوز کانوں میں اس پری کے یہ گفتگو بھی نہیں گئی ہے

یقیں نہیں مجھ کو قیس گریاں کے حال سے اس کو آگہی ہو
نکل کے مطلب سے اپنے لیلیٰ کنارِ جُو بھی نہیں گئی ہے

شہیدی! اتنی گماں پرستی، نشہ میں سب بھول بیٹھے ہستی
ہوئی ہے اس سے ہی تم کو مستی جو تا گلُو بھی نہیں گئی ہے

کرامت علی خان شہیدی موضع ہڑیا پور ضلع اُناؤ کے رہنے والے تھے۔لکھنو میں ملازم رہے اور عمر کا آخری حصہ بریلی میں گزارا، اس لیے بریلی کی طرف بھی منسوب کیے جاتے ہیں۔

شہیدی کے والد کا نام عبدالرسول تھا۔ وہ بھی شاعر اور علمِ عروض کے ماہر تھے اور ان کا پیشہ درس و تدریس تھا۔شہیدی کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں قدیم تذکرے خاموش ہیں، تاہم شہیدی کے فنِ شاعری پر عبور اور اُن کی شعر گوئی کے انداز سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شہیدی نے ابتدائی تعلیم حسبِ دستور حاصل کی ہوگی۔ ان کے والد چونکہ استاد اور شاعر تھے اس لیے یقیناً انہوں نے شہیدی کی شعر گوئی کے مادے کو جِلا بخشی ہوگی۔

شاعری میں کرامت علی شہیدی، مصحفی اور شاہ نصیر کے شاگرد تھے۔ پہلے مصحفی سے مشق سخن کی۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو شاہ نصیر کو کلام دکھانے لگے۔ کچھ عرصہ نواب مصطفی خان شیفتہ کی صحبت میں بھی رہے۔ زبان و بیاں کی صفات کے لحاظ سے ان کی شاعری لکھنوی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یار باش، زندہ دل آدمی تھے۔سرکار انگریزی میں ملازمت اختیار کی۔ بہت بڑی رقم یار باشی میں اُڑا دی۔سرکاری ملازمت جانے کے بعد سیر و سیاحت میں زندگی بسر کرتے رہے۔آخری عمر میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کر کے مدینہ جا رہے تھے کہ راستے میں بیمار پڑ گئے۔ جب روضۂ رسول ؐ سامنے نظر آیا تو 7/اپریل 1860ء کو روح پرواز کر گئی۔

اگرچہ شہیدی نے ہر مقبول صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے خصوصاً غزلیات کا نہایت معقول سرمایہ انہوں نے چھوڑا ہے مگر اُن کی اصل وجہ شہرت اُن کا نعتیہ کلام ہے۔شہیدی کے کلام میں ایک قصیدہ نما نعت، دو دو نعتیہ غزلیات، ایک نعتیہ رباعی اور مولوی جامی کی غزل پر ایک نعتیہ مخمس شامل ہے۔ اِس قلیل نعتیہ سرمایہ کے باوجود نعت گوئی میں اُن کی شہرت بقائے دوام کا درجہ رکھتی ہے۔ ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ہے سورۂ والشّمس اگر رُوئے محمدؐ
واللیل کی تفسیر ہوئی موئے محمدؐ

کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں بارِ دو عالم
ظاہر میں تو نازک سے ہیں بازوئے محمدؐ

کعبہ کی طرف منہ ہے نمازوں میں ہمارا
کعبہ کا شب و روز ہے منہ سوئے محمدؐ

رضواں کے لیے لے چلوں سوغات شہیدی
گر ہاتھ لگے خار و خسِ کوئے محمدؐ

کلام شہیدی: شہیدی کا کلام دیوانِ شہیدی کے نام سے 1851ء میں طبع ہوا۔ اس کے بعد مختلف وقتوں میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوتے رہے۔کلیاتِ شہیدی کے نام سے بھی ان کی شاعری مطبع آئینۂ سکندر میرٹھ سے طبع شدہ ہے۔منشی نول کشور صاحب، جنھوں نے ہندوستان میں اردو کی بیشتر نایات کتابوں کو شائع کر کے امر کر دیا، نے دیوانِ شہیدی کو بھی 1980 میں طبع کیا۔ اس دیوان کے آخر میں کرامت علی خان شہیدی کے بارے میں تحریر کہ ’’ان کے کلام بلاغت نظام سے اربابِ باطن کے دل میں ایک ولولہ پڑا ہوا ہے۔ یہ وہ کلام بلاغت انضمام ہے کہ اب تک اصحابِ فن سے اس کلام پر دادِ سخن ہے۔

اکثر محافلِ حال و قال میں غزلیں معرفت کی گائی جاتی ہیں، عشاق کے دل پر ایک چوٹ جاتی ہیں۔‘‘

(دیوان شہیدی صفحہ 98)

ان کے کلام سے انتخاب ہدیہ ٔقارئین ہے۔

منزل سفر عشق کی زنہار نہ ٹوٹے
جب تک کمر ِ قافلہ سالار نہ ٹوٹے

اس پند سے دل، ناصح دیں دار! نہ ٹوٹے
بت توڑنے میں کعبے کی دیوار نہ ٹوٹے

بے فکر رہے بند نقابِ رخِ جاناں
ہم سے کبھی قفلِ درِ گلزار نہ ٹوٹے

جب تک نہ گوارہ ہو تجھے نزع کی تلخی
پرہیز ترا، اے دلِ بیمار! نہ ٹوٹے

ہر روز ہو جب سینکڑوں عشاق کا چورنگ
اے شوخ! کہاں تک تری تلوار نہ ٹوٹے

***

جی چاہے گا جس کو اسے چاہا نہ کریں گے
ہم عشق و ہوس کو کبھی یکجا نہ کریں گے

اے کاش! چھٹیں عہد شکن بن کے جہاں میں
باز آئے، وفاداری کا دعویٰ نہ کریں گے

گو حسن پرستی نہ ہو خاطر سے فراموش
خوش قامتوں کا یاد سراپا نہ کریں گے

نرگس کی شبِ تیرہ میں لوٹیں گے بہاریں
پر سُرمگیں آنکھوں کی تمنا نہ کریں گے

بہلائیں گے سیر گل و شبنم سے دل اپنا
اس عارضِ گل رنگ کی پروا نہ کریں گے

انگاروں پہ لوٹیں گے پر ان شعلہ رُخوں کے
نظارہ سے ہم آنکھ بھی سینکا نہ کریں گے

عصمت کا انہیں خوف ہے، تقویٰ کا ہمیں پاس
نَے کی ہے کبھی خواہش بے جا، نہ کریں گے

بکنے کے شہیدی کے بُرا مانیو مت، جان!
ہیں عاشقِ صادق کبھی ایسا نہ کریں گے

***

عمر بھر عشق کے آزار نے سونے نہ دیا
ہائے ہائے دلِ بیمار نے سونے نہ دیا

خواب میں شکل دکھاتا وہ مقرر مجھ کو
شوق کے طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا

عیش کی شب بھی مرے بخت کو آجاتی نیند
اُس کی پازیب کی جھنکار نے سونے نہ دیا

میرے مرقد پہ کہا کس نے: قیامت ہے قریب
یاد آ کر تری رفتار نے سونے نہ دیا

رتجگے ہوتے رہے ہیں کہ بڑھے غم کی عمر
ایک شب دردِ دلِ زار نے سونے نہ دیا

نیش غم نے رگِ مژگاں سے نکالا یہ لہو
مجھ کو راتوں مرے غمخوار نے سونے نہ دیا

میکشو! سرخ ہیں آنکھیں جو تمھاری شاید
شب تمھیں ساقی سرشار نے سونے نہ دیا

خوف تھا اُس کو شہیدی! تری بدمستی کا
شب جو ہم برہوں کو عیّار نے سونے نہ دیا

***

(عکس دیوانِ شہیدی مطبوعہ 1873ء)

ایڈیٹر کے نام خط

کووڈ میں الفضل نے تنہائیاں دور کر دیں

- مکرم چوہدری محمد امجد جمیل۔لندن سے تحریر کرتے ہیں:

لندن آ کر خاص کر کووڈ اور گھروں میں بیٹھنے کی وجہ سے نئی زندگی، تازگی اور تنہائی کا احساس نہ ہونے کا سبب ’’روزنامہ الفضل‘‘ بنا۔ جس کی بدولت روزانہ روحانی ماحول گھر بیٹھے باقاعدگی سے ملتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ ’’صحبت صالحین‘‘ ایمان کو تازہ رکھنے اور اپنی زندگیوں کو بہتر کرنے کے لئے ضروری ہے یہ بھی روز نامہ الفضل سے ملتا رہتا ہے۔ بزرگوں کے ایمان افروز واقعات، دعائیں، قبولیت دعا کے واقعات سے، ایمان کی پختگی اور جذبہ ٔایمان مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کارکنان الفضل کو بہت جزا دے۔ آمین۔

آج کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور سے مدینہ کے لئے سفر شروع کرتے وقت جو دعا دی اس میں اپنے اہل خانہ کے لئے دعا بھی شامل تھی۔ آپؐ نے دعا کی

اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ، وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ

کہ اے اللہ! میرے سفر میں تو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائم مقام ہو جا۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام صفحہ 345)

ہمیں بھی اکثر اوقات اکیلے ہی بغیر فیملی کے سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت یہ دعا مدنظر رکھنی چاہئے۔

(مرسلہ: فرخ شاد)

انصر رضا۔ واقفِ زندگی، نمائندہ الفضل آن لائن برائے کینیڈا

احمدیت کا ورثہ
میں دوڑتا چلا آیا!

(نوٹ از ایڈیٹر:۔ ادارہ ’’احمدیت کا ورثہ‘‘ کے نام سے یہ ایک نیا سلسلہ شروع کرنے جارہا ہے۔جس میں نومبائعین کے بیعت کرنے کی داستانیں دی جائیں گی ۔اس میں الفضل کے قارئین اپنے آباؤواجداد کی بیعت کے واقعات بھی دے سکیں گے۔

قارئین کو اس کالم کی رونق بننے کی درخواست ہے کہ وہ دل و دماغ میں احمدیت کے مدفون خزانوں کو اپنے بھائیوں کے ازدیاد ایمان وعلم کے لئے نکال باہر کریں ۔ یہ جماعت احمدیہ کا ایک لازوال ورثہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

مکرم انصر رضا اور ان کے قبول احمدیت کے واقعہ کو خاکسار لاہور سے جانتا ہے اور خاکسار نے یہ داستان برادرم موصوف سے فرمائش بلکہ درخواست کر کے لکھوائی ہے۔ کان اللّٰہ معہ و مع اھلہ)

قبول احمدیت کی میری اس داستان کا عنوان سورۃ یٰسین کی آیت 21 ، وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی سے لیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ رسولوں کی آواز پر لبیک کہتا ہوا دور کے شہر سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور ایمان لے آیا۔ خاکسار کے ساتھ بھی ایسا ہوا کہ جب فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ کے نشان کے مظہر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی نورانی صورت دیکھی تو دل بے اختیار پکار اُٹھا کہ اگر یہ نورِ مجسم شخص کافر ہے تو دنیا بھر میں کوئی بھی مسلمان نہیں۔

دشمن مبلغ

مشہور معاند احمدیت مولوی ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

’’مرزائی اخبار اور مرزائی لیڈر خاکسار کو اپنا بدترین دشمن لکھا اور کہا کرتے ہیں۔ میں اس کے جواب میں کہا کرتا ہوں۔ میں دشمن نہیں بلکہ مرزا قادیانی اور امت مرزائیہ کا آنریری مبلغ ہوں جو کلام مرزا کو ناواقفوں تک بے تنخواہ پہنچاتا ہوں۔‘‘

(تعلیمات مرزا۔صفحہ 3 بحوالہ ردِّ قادیانیت جلد نہم صفحہ۔159)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اسی قسم کا واقعہ تفسیر کبیر میں درج فرمایا ہے۔حضورؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک دفعہ ایک دوست حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کی بیعت کی۔ بیعت لینے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کس نے تبلیغ کی تھی۔ وہ بے ساختہ کہنے لگے کہ مجھے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے تبلیغ کی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیرت سے فرمایا وہ کس طرح؟وہ کہنے لگے میں مولوی صاحب کا اخبار اور ان کی کتابیں پڑھا کرتا تھا اور میں ہمیشہ دیکھتا کہ ان میں جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت ہوتی تھی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ میں خود بھی تو اس سلسلہ کی کتابیں دیکھوں کہ ان میں کیا لکھا ہے اور جب میں نے ان کتابوں کو پڑھنا شروع کیا تو میرا سینہ کھل گیا اور میں بیعت کے لئے تیار ہوگیا۔تو مخالفت کا پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے الٰہی سلسلہ کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور کئی لوگوں کو ہدایت میسر آ جاتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 487)

خاکسار کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ 1974ء میں، جب میری عمر 16 برس تھی، مولویوں نے ملک گیر فساد برپا کر کے میرے جیسے احمدیت سے ناواقف لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا۔

پہلی نظر میں عشق

اس کے دو تین برس بعد میں نے ایک رات سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خواب میں دیکھا۔خواب کچھ یوں تھا کہ میں ایک ہسپتال کے ایک بڑے سے کمرے میں کھڑا ہوں جس کی اونچی چھت ہے۔ میں ایک دم وہاں سے نکل کر دوڑتا ہوا ایک ہال کے دروازہ تک پہنچا اور اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ دائیں طرف اسٹیج پر حضورؒ تشریف فرما ہیں اور مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں ’’انصر! تم بڑی دیر سے آئے ہو‘‘ میں نے عرض کیا کہ حضور! میرے بھائی کا آپریشن تھا۔ اگلے ہی روز ایک احمدی دوست تشریف لائے اور کہا کہ حضورؒ لاہور تشریف لائے ہیں تم ان سے ملنا چاہو گے؟ میں نے خوشی سے کہا کہ ضرور۔ میں نے تو ابھی کل رات ہی انہیں خواب میں دیکھا ہے۔ اس وقت تک میں احمدیت کے بارے میں تذبذب کا شکار تھا اور یقینِ کامل حاصل نہیں تھا۔ بہرحال خواب کا یہ دوسرا حصہ تو فوراً ہی پورا ہوگیا۔ پہلا حصہ یعنی ہسپتال کے کمرے والا بھی چند دنوں بعد پورا ہوگیا جب مجھے اپنے ایک کزن کی عیادت کے لئے سی ایم ایچ لاہور جانا پڑا۔ وہ جس کمرے میں تھا اسے دیکھ کر میں ہکا بکا رہ گیا کیونکہ وہ بعینہٖ وہی کمرہ تھا جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے خاکسار کبھی بھی سی ایم ایچ نہیں گیا تھا اور وہ کمرہ تو دور، وہ ہسپتال بھی نہیں دیکھا تھا۔

اب آتے ہیں اس ملاقات کی طرف جس نے میری زندگی بدل دی۔ میرے احمدی دوست میاں مظفر صاحب سنت نگر سے مجھے سائیکل پر بٹھا کر کینٹ میں واقع مکرم حمید نصر اللہ خان مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور کے گھر لے گئے۔ جو لوگ لاہور سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ دونوں علاقے ایک دوسرے سے کتنے دور ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو حضورؒ احباب جماعت سے مختصر خطاب کے بعد گھر کے اندر تشریف لے جا چکے تھے اور احباب حضورؒ سے مصافحہ کے لئے قطار میں کھڑے تھے۔ ہم دونوں بھی قطار میں کھڑے ہوگئے اور جب اپنی باری پر اندر پہنچے تو وہی منظر تھا جس کا شروع میں خاکسار نے بیان کیا ہے کہ ایک نہایت نورانی وجود پر نظر پڑی اور وہی ہوا جسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ He came he saw and he conquered ۔پہلی نظر میں اسیر محبت ہونے کا سنا تھا لیکن تجربہ اس دن ہوا۔میرے پاؤں تو اسی جگہ تھے لیکن میری روح دوڑتی ہوئی اپنے پیارے آقا کے قدموں میں جا گری اور مجھے یقین کامل ہوگیا کہ وہی دین سچا ہے جس کے نمائندہ اور داعی حضورؒ ہیں۔

1979ء میں خاکسار نے پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کی۔ وہاں خاکسار کے احمدی دوست میرا تعارف غیر احمدی کی حیثیت سے کرواتے تھے جس پر میں ناراض ہوتا تھا کہ میں غیر احمدی نہیں، احمدی ہوں۔ اس پر وہ کہتے کہ تم نے ابھی بیعت نہیں کی تو میں کہتا کہ اگر بیعت فارم پر دستخط کرنے سے ہی کوئی احمدی ہوتا ہے تو لائیں ابھی مجھ سے دستخط کروائیں۔تب ان کا بہانہ یہ ہوتا تھا کہ تم ابھی چھوٹے ہو ابھی مزید مطالعہ کرو، سوچو، سمجھو پھر بیعت کرنا۔ لاہور میں بھی احبابِ جماعت مجھے یہی کہتے کہ ابھی تم چھوٹے ہو یہاں تک کہ جنوری 1982ء میں ہمارے مقامی سیکرٹری اصلاح و ارشاد مکرم عبداللطیف ستکوہی مرحوم نے خاکسار سے پوچھا کہ کیا تم بیعت فارم پر دستخط کے لئے تیار ہو۔ خاکسار نے فوراً کہا کہ ملک صاحب! میں تو کب سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے بیعت فارم پر دستخط کروالیں۔ دل سے تو میں اس دن سے احمدی ہوں جس دن سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر پہلی نظر پڑی تھی۔ چنانچہ اس روز خاکسار نے بیعت فارم پر دستخط کر دیئے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک! اس کے بعد پھر وہی ہوا جو اس شعر میں کہا گیا ہے۔

اس راہ میں جو سب پہ گزرتی ہے سو گزری
تنہا پسِ زنداں کبھی رسوا سر بازار

چونکہ ہر نومبائع پر ایک ہی قسم کے حالات وارد ہوتے ہیں جن کی تفصیلات میں فرق ہوسکتا ہے لہٰذا اسے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔

پھر آگ بجھ گئی

اس کے تقریباً تین سال بعد خاکسار کی شادی ہوگئی۔ اس وقت خاکسار کے گھر والوں اور رشتہ داروں کو خاکسار کے احمدی ہوجانے کا علم نہیں تھا۔ خاکسار کی چھوٹی عمر میں ہی نسبت طے پا چکی تھی جس سے سرمو انحراف کی نہ جرأت تھی نہ اجازت۔ چنانچہ ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا۔شادی کے کچھ عرصہ بعد خاکسار نے اپنی اہلیہ کو بتایا کہ خاکسار احمدی ہوچکا ہے۔ اس پر انہیں کافی پریشانی ہوئی کیونکہ وہ بچپن سے یہی سنتی آئی تھیں کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ستم بالائے ستم یہ کہ خاکسار نے انہیں تبلیغ کرنی شروع کردی جس پر وہ مزید پریشان ہوگئیں اور ایک دن تنگ آ کر کہا کہ آئندہ سے انہیں تبلیغ نہ کروں۔ اور یہ کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دوں۔ اس دوران تقریباً تین سال بیت گئے جس عرصہ میں خاکسار کے ہاں دو بیٹیاں پیدا ہوگئیں۔اس سے خاکسار کو یہ پریشانی لاحق ہوگئی کہ ایک غیر احمدی ماں بیٹیوں کی احمدی طریق پر کیسے پرورش کرسکتی ہے۔ خاکسار نے اپنی اس پریشانی کا ذکر ایک بزرگ احمدی دوست سے کیا جنہوں نے سمجھایا کہ اگر تختی یا سلیٹ صاف ہو تو اس پر لکھنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر پہلے سے اس پر کچھ لکھا ہو تو پہلے اسے صاف کرنا پڑتا ہے پھر لکھا جاتا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ بیٹیاں بڑی ہو رہی ہیں لہٰذا اتنا وقت نہیں ہے۔ اس پر اس بزرگ دوست نے دعا کا ایک طریق بتایا جو کہ خاکسار نے اگلے ہی روز شروع کر دیا۔ اس کے دو ہفتے بعد ایک دن جب خاکسار کام سے واپس گھر آیا تو میری اہلیہ مجھے ایک طرف لے گئیں اور بولیں کہ حضور کو میری بیعت کا خط لکھ دو۔ میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی اور پوچھا کہ یہ تبدیلی اچانک کیسے واقع ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ جب سے آپ نے مجھے اپنے احمدی ہونے کا بتایا ہے میں بہت بے چین تھی اور میرے سینے میں ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ لیکن اب دو ہفتے سے میرے سینے میں نہ صرف وہ آگ بجھ چکی ہے بلکہ ایک ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے۔ پہلے میں نے سمجھا کہ یہ عارضی ٹھنڈک ہے لیکن اب یہ مستقل طور پر قائم ہے۔ لہٰذا مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ نے میری دعا کو قبول کرتے ہوئے وہ بے چینی کی آگ بجھا دی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہے اور ٹھنڈک عطا فرمادی جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ احمدیت سچی ہے الحمد للہ۔ اس میں مزید حیرت کی یہ بات ہے کہ جس روز خاکسار نے اپنی اہلیہ کے لئے دعا شروع کی اسی روز اللہ تعالیٰ نے اس کی بے چینی کی آگ بجھا کر ٹھنڈک عطا کر دی۔ الحمد للہ!

اس کے بعد سے بفضل اللہ تعالیٰ خاکسار کی اہلیہ دن بدن احمدیت پر ایمان و ایقان میں ترقی کرتی رہیں اور جب 1998ء میں کینیڈا آنے کے بعد خاکسار نے وقف کا ارادہ کیا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ اب ہمیں اسی الاؤنس میں گزارا کرنا پڑے گا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ مجھے جھونپڑے میں بھی رکھیں گے تو میں بخوشی وہاں رہ لوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہمارے بچوں سے کہا کہ تمہارا باپ احمدیت کے لئے پاگل ہے اور اب اس کی آمدن بہت محدود ہونے والی ہے۔ لہٰذا آج کے بعد آپ نے ان سے کوئی فرمائش نہیں کرنی۔ اور بحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ خاکسار کے بچوں نے بھی بھرپور ساتھ دیا اور ناجائز تو کیا کبھی جائز فرمائشیں بھی نہیں کیں۔ جو کچھ خاکسار ان کے لئے مہیا کرسکتا تھا وہ سب اسی میں خوش رہے اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائے۔

’’بیعت کرلیں گے ان شاء اللہ!‘‘

اہلیہ کی بیعت کے چند سال بعد اسی طرح کا ایک واقعہ ہوا۔ ہم گھر میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ویڈیو کیسٹس دیکھا اور سنا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ جو پہلے شدید مخالف تھیں اور جماعت کو بُرا بھلا کہا کرتی تھیں کہ انہوں نے ہمارے گھر کا سکون برباد کر دیا ہے، وہ ایک دن میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میری بیعت کا مرزا صاحب کو خط لکھ دو۔ میں نے حیرانگی سے پوچھا کہ اماں! آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔ تو وہ بولیں کہ مرزا طاہر احمد صاحب جب بھی نبی اکرم ﷺ کا نام لیتے ہیں تو ﷺ کہتے ہیں، میرے آقا! میرے آقا! کہتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے ہیں تو ایسا شخص اور اس کی جماعت ہرگز کافر نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ بیعت کا خط لکھنے کے بعد غالبًا 1994ء میں ایم ٹی اے پر پہلی عالمی بیعت میں شامل ہوئیں۔ اس کے چند سال بعد بحمد للہ والد صاحب نے بھی بیعت کرلی۔

والدین کی بیعت کے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ یہ ہے کہ ایم ٹی اے پر ایک پروگرام بنام ’’ملاقات‘‘ مؤرخہ 10 جولائی 1994ء میں مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری دنیا بھر سے آئے ہوئے خطوط پڑھتے تھے اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ان کے جوابات مرحمت فرمایا کرتے تھے۔ ایک پروگرام میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کہا کہ حضور! لاہور سے ایک دوست کا خط ہے جس میں انہوں نے ایک نکتہ لکھ کر بھیجا ہے۔ حضورؒ نے فورًا فرمایا ’’دیکھو یہ انصر رضا کا خط ہوگا‘‘ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے خط کے آخر پر نام دیکھا اور کہا کہ جی حضور! یہ انہی کا خط ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ یہ اکثر لکھا کرتے ہیں کہ میرے والدین کے لئے دعا کریں کہ وہ بیعت کرلیں۔ کیا اس میں لکھا ہے کہ انہوں نے بیعت کرلی ہے؟ منیر جاوید صاحب نے ایک نظر پھر خط پر دوڑائی اور کہا کہ حضور! اس میں تو نہیں لکھا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا کہ کرلیں گے ان شاءاللہ۔ اس پر خاکسار کو یقین ہوگیا کہ ان شاءاللہ ایک دن میرے والدین ضرور بیعت کرلیں گے۔ چنانچہ حضورؒ کی بات پوری ہوئی اور ایسا ہی ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک!

آج الحمد للہ مجھ ناچیز کو بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سے قبل جامعہ احمدیہ میں پڑھانے کی سعادت بھی پا چکا ہوں۔ اللہ خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

فقہی کارنر

سجدۂ تعظیمی کی ممانعت

حضرت محمد صادقؓ صاحب لکھتے ہیں:

کشمیر سے ایک احمدی لمبے قد کا غریب آدمی نہایت اخلاص کے ساتھ اپنے گاؤں سے قادیان تک سارا راستہ پیدل چلتے ہوا آیا کرتا تھا۔۔۔۔وہ ایک دفعہ قادیان میں آیا ہوا تھا جبکہ حضرت مسیح موعودؑ ایک صبح سیر پر جانے کے واسطے باہر تشریف لائے۔ چوک میں وہ کشمیری بھی کھڑا تھا۔ جب اس نے حضرت صاحبؑ کو دیکھا تو فرطِ محبت میں روتا ہوا آپؑ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپؑ نے جھک کر اسے اُٹھایا اور فرمایا۔

یہ ناجائز ہے۔ انسان کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 206 - 207)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

درخواستِ دعا

- **مکرم عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن، آئیوری کوسٹ یہ اعلان بھجواتے ہیں:**

مکرم فواد احمد (مقامی قاضی جماعت احمدیہ) کے والد محترم خواجہ بشیر احمد گزشتہ کئی روز سے نمونیہ کے باعث علیل ہیں اور کمزوری کافی زیادہ ہے جس کی وجہ سے کانشیئس لیول بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اس باعث گزشتہ کچھ روز سے ہسپتال کے انتہائی نگہداشت وارڈ (ICU) میں زیر علاج ہیں۔

موصوف انتہائی مخلص احمدی اور مختلف جگہ پر جماعتی خدمت بھی بجالاتے رہے ہیں۔ قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معجزانہ رنگ میں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے بچا کر رکھے۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز باتیں

ٹہلنا دبانے کا قائم مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چلنے پھرنے کا فائدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’چلنا پھرنا یہاں تک کہ پسینہ آجائے بہت مفید ہے۔ اس سے موادردیہ خارج ہوجاتے ہیں۔ ٹہلنا دبانے کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔‘‘

(بحوالہ، علم طب حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 57)

(مرسلہ: درثمین احمد۔ جرمنی)

17 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	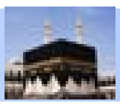	05:41	18:01
مدینہ منورہ	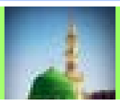	05:46	17:56
قادیان	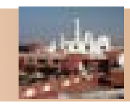	06:03	17:49
ربوہ		05:43	17:29
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:29	16:28